حسان بن ثابتؓ

(۴)

از جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب پرواز اصلاحی بمبئی

شاہان غسان سے حسان کے تعلقات

شاہان غسان میں سے حسان کی آمد و رفت جن کے پاس زیادہ ہوا کرتی تھی وہ عمرو بن الحارث حارث بن ابی شمر، ایہم اور اس کے بیٹے جبلہ ہیں۔ ان کے مدحیہ قصائد زیادہ تر انھیں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کی تعداد ان کے دیوان میں کل سات ہے۔ ان قصیدوں میں کہیں ان کے کارناموں کا ذکر ہے، کہیں ان خوشگوار لمحوں کی یاد ہے جبکہ وہ ان کے پاس فرد کش ہوا کرتے تھے۔ ایک قصیدے میں حارث الجفنی کی شکست کے اسباب بھی بیان کئے گئے ہیں۔ ایک دوسرے قصیدے میں امراء غسان میں سے کسی کی موت پر ان کے تاثرات ہیں جسے کسریٰ نے قتل کرادیا تھا۔ آخری قصیدہ وہ ہے جس میں آخری تاجدار جبلہ بن ایہم کے محامد اور اوصاف کا بیان ہے۔ ان قصیدوں کے متعلق عام طور سے لوگوں کا خیال یہی ہے کہ ان میں سے بعض اسلام کے بعد کہے گئے ہیں۔ کیونکہ ان کا انداز بیتے ہوئے دنوں کی یاد ہی کا ہے۔

حسان نے آل غسان کی مدح میں جتنے اشعار کہے ہیں ان میں ان کا تعلق خاطر اور قلبی لگاؤ معلوم ہوتا ہے۔ ان میں ایک قسم کی بوئے یگانگت محسوس ہوتی ہے وہ ان قصائد میں اپنے ممدوح کا بہت کم نام لیتے ہیں۔ بعض کے نام اگر ملتے بھی ہیں

توان کا زیادہ تعارف نہیں ملتا۔ ان کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکثر ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ ان کے محلوں میں قیام کرتے وہ ان کے مساکن اور دیار کا ذکر اکثر قصیدوں کے مطلع ہی میں کر دیتے ہیں۔ اب خواہ ان کے قصائد دورِ جاہلیت کے ہوں یا دورِ اسلام کے ان میں بڑا والہانہ پن پایا جاتا ہے۔ وہ جب کبھی گذرے ہوئے دنوں کو یاد کرتے ہیں تو غم واندوہ میں ڈوب جاتے ہیں۔ وہ کبھی دورِ ماضی میں ان کے پاس رہ کر داد علیش دیا کرتے تھے۔ با فراغت زندگی بھی تھی۔ اور ہر قسم کے سامانِ عیش کی فراوانی بھی کہتے ہیں اور کتنی حسرت کے انداز میں کہتے ہیں ؎

دیارٌ زهاها الله لم يعتلج بها ... رعاء الشويّ من وراء السوائل

(وہ اقامت گاہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے شاداب و پر رونق بنایا تھا۔ جس میں بکریوں کے چرواہے تک سیلابوں سے بھاگ کر بلا مزاحمت پناہ لیا کرتے تھے)

اگرچہ ان کے مکینوں کا پتہ نہیں ملتا۔ لیکن ان کے اندر جو خوشحالی اور فارغ البالی میسر تھی اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے ضرور پھر جاتی ہے وہ ان کے تہواروں اور میلوں کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کی چہل پہل کا تذکرہ کرتے ہیں۔ حسینوں کا جھرمٹ خوشنما مناظر اور دلچسپ بزمِ نشاط کا تذکرہ بڑے پردرد انداز میں کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

لِمَنِ الديارُ أَوحشَتْ بمعانِ ... بين أعلى اليرموك فالخمّانِ

فالقرياتُ مِن بلاس فداريا ... فسكّا فالقصور الدواني

فقفا جاسمٍ فاودية الصُّفر ... مَغْنى قبائل وهجانِ

تلك دار العزيز بعد أنيسٍ ... وحلول عظيمة الأركانِ

ثُكِلَتْ أمهم وقد ثَكلتهم ... يوم حلّوا بحارث الجولان

قد دنا الفِصحُ فالولائدُ ... يَنظِمنَ سراعاً أكلّة المرجانِ

یجتنین الجادی فی نقب الریط
علیھا مجاسد الکتان
لم یُعللن بالمغافر و الصمغ
ولا نقف حنظل الشریان
ذاک مغنیّ من ال جفنة
فی الدھر حق تعاقب الازمان
قد ارانی ھناک حق مکین
عند ذی التاج مجلسی مکانی

ان اشعار میں یرموک اور رخمان کے بالائی حصوں میں ان کے ویران اور غیر آباد مقامات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان میں اونچے گھرانوں کے عالی مرتبہ لوگ رہا کرتے تھے۔ ان کی رونق اور رہائش بڑی شاندار تھی۔ جب حضرت مسیحؑ کی پیدائش کا دن آتا تو کرسمس کی تقریب دھوم دھام سے منائی جاتی۔ اس موقع پر وہ نظارہ قابل دید ہوا کرتا جبکہ وہاں کی لڑکیاں موتیوں کے تاج پہن کر نکلا کرتیں۔ ان کی زعفرانی پوشاک ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے زعفران کے پھول ان کے اوپر چن دیئے گئے ہوں۔ وہ گنوار دیہاتی عورتوں کی طرح لسدار گوند کا استعمال نہیں کرتی تھیں اور نہ انھیں اندرائن کے پھول توڑنے پڑتے۔ یہ عشرت کدے دراصل آل جفنہ کی بدولت آباد تھے۔ جنھیں گردش لیل و نہار نے خواب و خیال بنا دیا یہ وہ صاحب تاج و تخت لوگ تھے جن کے یہاں عزت حاصل تھی۔ اور میں ان کا ندیم و مصاحب تھا۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کا مشاہدہ دوسروں نے بھی کیا ہے''

نولڈیکی کا کہنا ہے کہ غسانہ سے حسان کے تعلقات کا آغاز ۶۱۴ء سے ہوا لیکن جب ان کی پیدائش ۵۶۳ء مانتے ہیں تو اس سے یہی قیاس ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات جوانی کے زمانے ہی میں قائم ہوئے ہوں گے۔ اس لحاظ سے تو نولڈیکی کی رائے صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے تعلقات کی ابتدا چھٹی صدی عیسوی کے اواخر میں ہوتی ہے۔ ہماری تائید ان عربی روایات سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ حسان کی ملاقات نابغہ ذبیانی سے غسانہ کے

محلوں میں اس وقت ہوئی جبکہ وہ نعمان بن المنذر کے پاس سے چلے آئے۔ اور نعمان کی مدت حکومت خود نولڈیکی کی تحقیق کے مطابق ۵۸۰ء سے لیکر ۶۰۲ء تک ہے۔[1] قرین قیاس یہی ہے کہ حسان کا غساسنہ سے تعلق اسی دوران ہوا۔ اور سب سے پہلے وہ عمرو بن الحارث سے ملاقات کرتے ہیں۔ ابو الفرج اصفہانی اس کا سلسلہ نسب یوں بیان کرتے ہیں۔

"عمرو بن الحارث الاصغر بن الحارث الاعرج بن الحارث الاکبر بن ابی شمر"[2]

ڈوبرسفال عمرو بن الحارث کی مدت حکومت ۵۸۳ء سے ۶۰۵ء کے درمیان بیان کرتے ہیں[3]۔ نولڈیکی کو اس مدت تحدید پر اطمینان نہیں ہے۔ عربی ماخذ سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کی رو سے تو الحارث الاعرج حارث الاصغر کا بیٹا ہے۔ اور حارث الاصغر، حارث الاکبر کا بیٹا۔ نابغہ کا شعر جس میں ان امرا کا ذکر آیا ہے یوں ہے ؎

للحارث الاکبر والحارث الاصغر والاعرج خیر الانام[4]

وہ تو عمرو کو حارث الاصغر کا بیٹا قرار دیتا ہے۔ نہ کہ حارث الاعرج کا۔ جیسا کہ اس کے نسب نامے کے سیاق و سباق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ پھر بھی ہم ان امراء کے سلسلہ میں تمام نسب ناموں پر کلی اعتماد نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان میں اکثر تناقض و تضاد پایا جاتا ہے۔ اور ناموں کا التباس بھی، اس کے علاوہ ان میں ہم منذر بن الحارث الاکبر کا نام بھی نہیں پاتے۔ حالانکہ رومی مورخین نے اس سلسلے میں بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔

شرح دیوان نابغہ میں حارث کو عمرو اور نعمان کے باپ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے

---

[1] امراء غسان ص۳۶ - [2] آغانی ۱۱/۱۵ - [3] ڈوبرسفال ۲/۱۳۶ - [4] دیوان نابغہ ص۱۰۵

کبھی شارح نے انھیں اعرج کے نام سے یاد کیا ہے اور کبھی اصغر کے لقب سے۔ اور کہیں اکبر سے بھی۔ بعض جگہوں پر اس کے ساتھ "ابی شمر" کا اضافہ بھی دیکھتے ہیں۔ [1]

اس قسم کا الجھاؤ ہمیں کتاب الاغانی میں بھی ملتا ہے۔ بعض مورخوں کو بھی ان کے ناموں کے سلسلے میں اسی قسم کی الجھن پیش آئی ہے۔ وہ حارث کے لقب کا اطلاق حارث الاکبر پر کرتے ہیں یعنی حارث بن جبلہ پر۔ [2]

عرب کے مورخین عام طور سے منذر الحارث ہی کو حارث الاعرج کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ بہر حال زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ عمرو اور اس کے بھائی نعمان دونوں حارث الاصغر کے بیٹے ہیں اور عمرو بن الحارث الاصغر دراصل وہ حکمراں ہے جس سے نابغہ۔ نعمان بن المنذر کے یہاں سے آنے کے بعد ملا ہے چنانچہ اس کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

علی لعمرو نعمة بعد نعمة لوالده لیست بذات عقارب

نابغہ نے نعمان کے پاس سے آکر اس کی مدح میں جو قصیدہ کہا ہے اس میں اس کے اشارے ملتے ہیں۔

حبوت بها غسان اذ کنت لاحقاً بقومی واذ عییت علیّ مذاهبی

تمام عربی مصادر کا اس پر اتفاق ہے کہ اس قصیدہ میں ممدوح وہی عمرو بن الحارث ہے اور یہ اسی وقت کہا گیا ہے جبکہ وہ نعمان کے یہاں سے بھاگ کر اس کے پاس بلادِ شام میں وارد ہوا ہے۔ اور یہ طے ہے کہ عمرو اور نعمان بن المنذر دونوں ہم عصر تھے۔ اور حسان جب اس کے پاس پہونچے ہیں تو وہ ان کی جوانی کا زمانہ تھا۔

ابو عمرو شیبانی کوفی سے منقول ہے کہ عمرو بن حارث کے پاس علقمہ بن عبدہ اور نابغہ ذبیانی حاضر ہوئے علقمہ نے اپنا قصیدہ سنایا جس کا مطلع ہے ؎

---

[1] شرح دیوان نابغہ بطلیوسی ص ۲۱ [2] ابن الاثیر ۱/۲۳۲ و کتاب البلدان ابن فقیہ الہمدانی ص ۳۲۵

طحابك قلب فی الحسان طروب　　　بعید الشباب عصر حان مشیب

نابغہ ذبیانی نے اپنا یہ قصیدہ پیش کیا ؎

کلینی لهم یا امیمة ناصب　　　ولیل اقاسیه بطیئ الکواکب

پھر حسان بن ثابت داخل ہوئے تو نابغہ شہزادہ کے دائیں پہلو میں اور علقمہ بن عبدہ بائیں پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ عمرو بن حارث نے حسان سے کہا ابن الفریعۃ! آل غسان کے ساتھ تیرا تعلق اور رشتۂ نسب مجھے معلوم ہے۔ تو واپس چلا جا۔ میں تیرے پاس قیمتی عطیات بھیج رہا ہوں۔ مجھے اشعار کی ضرورت نہیں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ دونوں درندے (نابغہ و علقمہ) تجھے رسوا نہ کر ڈالیں اور تیری رسوائی میری رسوائی ہے۔ پھر تو ایسے عمدہ اشعار بھی تو نہیں کہہ سکتا ؎

رقاق النعال طیب حجزاتهم　　　یحیون بالریحان یوم السباسب

(آل غسان شریف اور پاکیزہ نسب لوگ ہیں۔ جنگ کے دن نعمتمند ہوتے ہیں تو پھولوں کے گلدستوں سے انھیں سلامی دی جاتی ہے)

تحییهم بیض الولائد بینهم　　　واکسیة الاضریج فوق المشاجب

(یہ لوگ بڑے خوشحال ہیں سفید رنگ والی حسین لونڈیاں ان کی خدمت کرتی ہیں اور ان کے ریشمی ملبوسات محفوظ کھونٹیوں پر لٹکائے جاتے ہیں)

یصونون اجساداً قدیماً نعیمها　　　بخالصة الاردان خضر المناکب

(یہ لوگ اپنے خوشحال جسموں کو سفید آستینوں والے اور سبز کندھوں والے ملبوسات سے ڈھانپا کرتے ہیں)

ولا یحسبون الخیر لا شر بعده　　　ولا یحسبون الشر ضربة لازب

(یہ لوگ بڑے معتدل مزاج ہیں اور گردش دوراں سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اس لئے جب انھیں بھلائی پہنچتی ہے تو اس کے دوام پر یقین نہیں کرتے۔ اور نہ اس پر

اتراتے ہیں۔ اگر وہ شر سے دور ہو جائیں تو ہمت نہیں ہارتے اور نہ مایوس ہوتے ہیں کیونکہ اسے وہ دائمی چیز نہیں خیال کرتے)

لیکن حسان نے پھر بھی اپنا قصیدہ سنانے پر اصرار کیا۔ شہزادے نے کہا تو پھر اپنے دونوں چچا نابغہ و علقمہ کی اجازت پر منحصر ہے۔ حسان نے ان سے کہا کہ میں تم سے بادشاہ کا واسطہ دیکر درخواست کرتا ہوں کہ مجھے موقعہ دو۔ عمرو بن الحارث نے کہا۔ چل ابن الغزلیۃ سُنا : حسان نے اپنا لامیہ قصیدہ پڑھنا شروع کیا۔ جس کا مطلع یہ تھا ؎

اسائلت رسم الدار ام لم تسأل — بین الجوابی فالبضیع فحومل

اسی قصیدے میں وہ کہتے ہیں ؎

للہِ دَرُّ عصابۃٍ نادَمْتُھُمْ — یوماً بجلّق فی الزمان الاول

(کتنے بھلے لوگ تھے جن کے ساتھ مل کر مقام جلّق میں کسی زمانہ میں میں نے شراب نوشی کی تھی۔

یمشون فی الحلل المضاعف نسجھا — مشی الجمال الی الجمال البزل

(یہ لوگ عاقل، تجربہ کار، تنومند ہیں، اور دوہرے بنے ہوئے حُلّے پہنتے ہیں۔ بڑے خوشحال ہیں)۔

الضاربون الکبش یبرق بیضہ — ضرباً یطیح لہ بنان المفصل

(وہ چمکتی ہوئی زرہ پہننے والے سردار، توم پر ایسا وار کرتے ہیں کہ اس کے جسم کے جوڑ جوڑ کو الگ الگ کردیتے ہیں بڑے ہی بہادر لوگ ہیں)

والخالطون فقیرھم بغنیھم — والمنعمون علی الضعیف المرمل

(وہ اپنی قوم کے محتاجوں کو دولت مندوں کے برابر کردیتے ہیں اور کمزوروں اور بھوکوں پر اپنے انعام و اکرام کی بارش کرتے ہیں بڑے سخی ہیں)

یغشون حتی ما تھرّ کلابھم — لا یسئلون عن السواد المقبل

(ان کے یہاں مہمان اس کثرت سے آتے ہیں کہ اب ان کے کتے بھی مہمانوں سے مانوس ہوچکے ہیں اور انھیں بھونکتے تک نہیں یعنی رات کو آنے والے مہمانوں کے —

ہجوم کے متعلق یہ نہیں پوچھتے کہ وہ کہاں سے آئے ؟ اور کون ہیں۔ بلکہ کھلائے جاتے ہیں)

بیضُ الوجوہ کریمۃ احسابہم　　　شُم الانوفِ من الطراز الاوّلِ

(وہ لوگ سفید چہروں والے ، شریف النسب ہیں ۔ اور اونچی ناکوں والے ہیں ۔ یعنی حسین بھی ہیں اور باعزت بھی)

عمرو بن الحارث نے حسان بن ثابت کا قصیدہ سن کر اسے علقمہ اور نابغہ پر فضیلت دی اور ان کے قصیدہ کو "البتّاس کا" یعنی کاٹ دینے والا کا نام دیا گویا اس قصیدے نے دونوں کے مدحیہ قصیدوں کی وقعت ختم کر دی" [1]

گرچہ یہ واقعہ افسانوی انداز لئے ہوئے ہے پھر بھی اس میں روئے خطاب صرف عمرو بن الحارث ہی کی طرف نہیں ہے بلکہ اس میں مجموعی طور سے تمام غساسنہ کی مدح کی گئی ہے ۔ اور ان میں خصوصیت کے ساتھ گذرے ہوئے دنوں کی یاد کی گئی ہے جبکہ اس سے پہلے بھی وہ ان کے درباروں میں رہا کرتے تھے ۔ فرماتے ہیں ؎

فلبثتُ ازمانًا طویلۃً فیہم　　　ثم ادّکرت کانّنی لم افعلِ

(میں نے تو بڑے لمبے زمانے ان میں گذارے ہیں ۔ پھر جب میں یہاں دوبارہ آیا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے کچھ کیا ہی نہیں)

اما تری رأسی تغیر لونہ　　　شمطا فاصبح کالثغام المحولِ

(کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے سر کا رنگ تبدیل ہو چکا ہے ۔ جیسے ایک سال کا درمنہ سفید یعنی دَوْنے کے درخت میں سبزی کے ساتھ سفیدی بھی ہوتی ہے)

ان اشعار سے تو یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن الحارث ہی پہلا امیر نہیں ہے جس سے ان کے تعلقات کی ابتدا ہوئی اور نہ یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس سے ملاقات کے

[1] تاریخ القصہ والنقد ص ۱۰۱

وقت ان کا عنفوان شباب تھا۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کے کالے بالوں میں سفیدی کے آثار پیدا ہو چکے تھے۔

حسان کے دیوان میں کچھ ایسے بھی اشعار ہیں جس میں حسان نے عمرو بن الحارث کو منذر اللخمی پر فضیلت دی ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں ؎

نُبِّئتُ ان ابا المنذر ... یساميك للحارث الاصغر

قفاك احسن من وجهه ... وامك خير من المنذر

وليسرى يديك على عسرها ... كيمنى يديه على المعسر

وشتان بينكما فى الندى ... وفى الباس والخير والمنظر

ابن الکلبی نے ان اشعار کو نابغہ سے منسوب کیا ہے۔ اس کے خیال میں نابغہ نے انھیں اس وقت کہا ہے جبکہ ابن الحارث نے خواہش کی تھی کہ اسے ابن منذر اللخمی پر شعر کے ذریعہ فضیلت دی جائے۔ لیکن مدائنی کہتے ہیں کہ یہ اشعار حسان ہی کے ہیں اس روایت کو ابو الفرج نے بھی اختیار کیا ہے [۱]

ان اشعار کے متعلق حسان کے شارح کا خیال ہے کہ شاعر حارث بن ابی شمر الغسانی کے پاس جب آیا ہے تو اسے کسی نے بتایا کہ حسان تو نعمان بن المنذر کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس موقع پر حسان اس الزام کی تردید کرتے ہوئے مندرجہ بالا اشعار کہتے ہیں۔ اور حارث کو نعمان پر فضیلت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مسعودی کی روایت سے بھی شارح دیوان کے قول کی تائید ہوتی ہے۔ [۲]

تعجب ہے کہ ابن الکلبی اس واقعہ کو عمرو بن الحارث اور منذر اللخمی کے درمیان بتاتے ہیں جبکہ انھیں اشعار کے اندر "ابو منذر" کے الفاظ موجود ہیں۔

---

[۱] آغانی ۱۵/۱۵۶ [۲] مروج الذہب ۲/۲۹۸

اس سے تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے کہ یہ اشعار غسانیوں کے آخری دور کے متعلق کہے گئے ہیں۔ جبکہ ان کی وحدت کا شیرازہ بکھر چکا تھا۔ اس وقت ہر امیر کا اقتدار ایک محدود دائرے میں سمٹ کر رہ گیا تھا۔ اور اسی دوران میں ان کے اندر ایک دوسرے کے خلاف اس قسم کے جذبات پیدا ہوئے۔

حسان کے سوانح نگار ڈاکٹر احسان النص کا خیال ہے کہ ان تمام واقعات کے باوجود ہم یقینی طور سے نہیں کہہ سکتے کہ حسان اور نابغہ کی ملاقات حارث ہی کے محل میں ہوئی تھی۔ عمرو بن الحارث کی وفات کے بعد زمام اقتدار جب اس کے بھائی نعمان بن الحارث الاصغر کے ہاتھ میں آئی ہے تو اسی سے نابغہ کا تعلق تھا اور اسی کی تعریف میں اس نے بہت سے قصیدے کہے ہیں۔ اس کی ہلاکت پر اس نے مرثیہ بھی کہا ہے۔ چنانچہ کہتا ہے ؎

سقی الغیث قبراً بین بصریٰ وجاسم   ثویٰ فیہ جود فاضل ونوافل

بکیٰ حارث الجولان من فقد ربہ   وحوران منہ موحش متضائل

آغانی میں بھی ہے کہ نابغہ نعمان بن المنذر کے پاس سے بھاگ کر جب عمرو بن الحارث کے پاس آیا تو وہ اس کے پاس مستقل طور پر رہ گیا۔ یہاں تک کہ اسی کے پاس اس کی موت بھی واقع ہوئی اسی بادشاہ نعمان بن المنذر کے ساتھ وہ رہا کرتا تھا اور دراصل اسی کی خواہش پر اس نے نعمان المنذر کا ساتھ چھوڑا اور اس کے پاس قیام کیا۔ [۱]

اگر یہ بات صحیح ہے تو پھر نعمان المنذر کو عمرو بن الحارث اور اس کے بھائی نعمان کا معاصر سمجھنا چاہئے۔ گرچہ حسان کے اشعار میں کوئی واضح اشارہ موجود نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ ان کا تعلق نعمان بن حارث سے رہا ہو۔ ہاں اتنا

---

[۱] آغانی ۱۶/۱۱۔

ضرور کہہ سکتے ہیں کہ ایک قصیدے میں اس کے ماموں پر فخریہ اظہار کرتے ہیں۔ اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ نعمان کے پاس وہ جابیہ الجولان میں آیا ہے اور اس کے سامنے خطبہ دیا ہے۔ ؎

ان خالی خطیب جابیۃ الجولان عند النعمان حین یقوم

ان کے علاوہ حسان کے دیوان میں ایک قصیدے میں غسان کے دو امیروں کا مرثیہ بھی ملتا ہے۔ ان کے نام عمرو اور حجر ہیں۔ ان مرثیوں میں ان کی شوکت و دبدبہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ .... کہ ان دونوں کے اقتدار کے سامنے وہاں کے لوگ کس طرح دب گئے تھے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ ؎

من یغرّ الدھر او یأمنہ من بعد عمرو و حجر
ملکا من جبل الثلج الی جانبی ایلۃ من عبد و حُر
ثم کانا خیر من نال الندی سقا الناس باقساط دبر
فارسی خیلٍ اذا ما امسکت ربّۃ الخدر باطراف الستر
اتیا فارس فی دارھم فتناھوا بعد اعصام بغُفر
ثم صاحا یا آل غسان اصبروا انہ یوم مصالیتٌ صُبر

نولڈیکی کے نزدیک ان اشعار میں جس عمرو کا ذکر ہے اس سے مراد عمرو بن الحارث ہی ہے۔ رہا حجر تو وہ حجر بن النعمان بن الحارث ہو سکتا ہے۔ یہ بات اگر تسلیم کر لی جائے تو اس کی رو سے نعمان اپنے بھائی عمرو کے پاس آتا ہے۔ اور یہ ان باتوں کے بالکل خلاف ہے جن میں کہا گیا ہے کہ نابغہ کی پہلے عمرو بن الحارث سے ملاقات ہوئی۔ پھر اس کے بعد اس کے بھائی نعمان سے۔ حسان کے اشعار میں لفظ عمرو کے آنے سے تو ہم یقینی طور پر نہیں کہہ سکتے کہ اس سے مراد عمرو بن الحارث ہی ہے۔ واقعہ یہ ہے۔ کہ ان اشعار میں جس عمرو کا ذکر ہے وہ نعمان بن الحارث کا

بیٹا اور اس کے بھائی حجر ہیں۔ اور نعمان اکبر کا بیٹا حجر دہی ہے جس کو نابغہ ابو حجر کے نام سے یاد کرتا ہے۔ [۵]

حسان نے ان علاقوں کی بھی نشاندہی کی ہے جن میں یہ دونوں سردار حکمرانی کیا کرتے تھے اور وہ ہیں جبل الثلج یعنی جبل الشیخ۔ ایلہ تک کا علاقہ اسی کو عقبہ بھی کہتے ہیں۔ ڈوبرسفال نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں سردار بیزنطینی جنرل کے ان حملوں میں شریک رہے۔ جو اس نے ایرانی علاقوں پر کئے تھے۔ اور زیادہ امکان اسی بات کا ہے کہ وہ دونوں انھیں لڑائیوں میں سے کسی کے اندر ہلاک ہو گئے۔

روم و ایران کی لڑائیاں تو مدت ہائے دراز تک ہوتی رہیں۔ ۶۱۴ء میں کہیں ان کا سلسلہ ختم ہوا۔ اور وہ بھی اس وقت جبکہ کسریٰ پرویز نے بلاد شام میں داخل ہو کر آل جفنہ کا عمل دخل ختم کر دیا۔ حسان کے دیوان میں ایک قصیدے کے اندر ایسے اشارے بھی ملتے ہیں جن میں آل جفنہ کی شکست اور کسریٰ کے ہاتھوں کسی غسانی امیر کی ہزیمت کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں۔ [۵]

تناولنی کسریٰ ببؤسی و دونہ — قفاف من النعمان فالمتثلّم

فجعّفی لا وفّق اللہ امرہ — بابیض وھاب قلیل التھجم

لتعف میاہ الحارثین وقد عفت — میاہما من کل حیّ عرمرم

دیار ملوک قد اراھم بغبطۃٍ — زمان عمود الملک لم یتھدم

اس قصیدہ میں غالباً اس دور کا حال بیان کیا گیا ہے جس میں بلاد شام پر ایرانیوں کا تسلط رہا۔ وہ اپنے دوسرے قصیدے میں بھی بلاد غسان پر کسریٰ کے تخت وتاراج کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

(باقی)

---

[۵] دیوان نابغہ صفحہ ۸